خالق کی نشانیاں

159

مدینہ، مدینہ

ہدیہ 30 روپے

مدینہ، مدینہ

ولایت کے نکتے

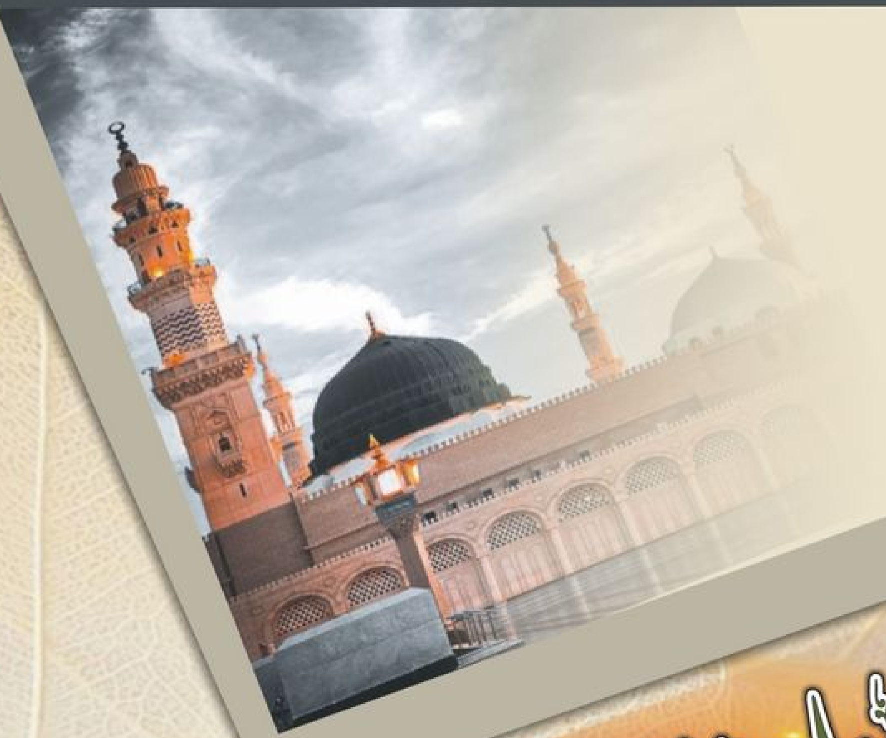

مجاہدانہ شان

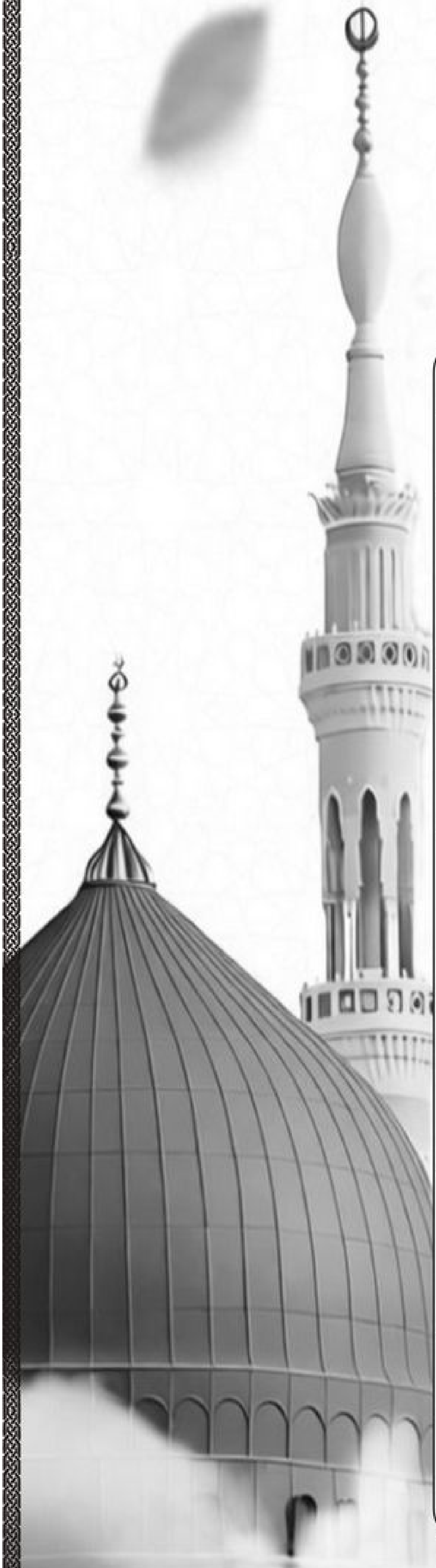

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خواب میں دید کے لمحات نے دم توڑ دیا
یوں لگا ارض و سماوات نے دم توڑ دیا

دیکھ کر اُن کی عطاؤں کا تسلسل یکدم
دل میں ہی سارے سوالات نے دم توڑ دیا

آپ کی عظمتِ معراج کے آغاز پہ ہی
دنیا والوں کے کمالات نے دم توڑ دیا

سوچ لیتا میں بھلا اور کسی کو کیسے
روبرو نعت کے ہر بات نے دم توڑ دیا

خواب میں آپ کے قدموں سے مِرے ہونٹوں کی
بات جاری تھی مگر رات نے دم توڑ دیا

اُس مسیحا نے مِرا حال ہی پوچھا تھا ابھی
غم میں ڈوبے ہوئے حالات نے دم توڑ دیا

حلقۂ نعت میں زندہ ہے تبسّم اب تک
صرف مٹی سے بنی ذات نے دم توڑ دیا

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، شکر ہے کہ...... ''فضل السباحۃ'' مہم اُمید اور توقع سے بھی بہتر جا رہی ہے......

''والحمدللہ رب العالمین''

ماشاء اللہ ہر ''سنت'' میں برکت ہے...... ''الحجامۃ'' کو دیکھیں...... صرف تین مہینے کی کارگذاری میں چالیس ہزار سے زائد مستفیدین...... ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ...... ''السباحۃ'' کو دیکھیں ہر طرف عجیب جوش و خروش ہے...... صرف دس بارہ دنوں میں پانچ ہزار سے زائد افراد ''تیراکی'' سیکھ چکے ہیں...... اور مزید ہزاروں سیکھ رہے ہیں...... اور اس میں مزیدار بات یہ ہے کہ ''عمل'' کے ساتھ...... ''علم'' بھی زندہ ہو رہا ہے...... تیراکی، سمندری جہاد، المؤمن القوی وغیرہ...... ان سب عنوانات پر باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے...... مذاکرہ ہوتا ہے...... پانی کے کنارے ذکر اللہ کی مجلس لگتی ہے...... اور پھر بوڑھے، بچے، جوان سب پانی میں کود جاتے ہیں...... کئی مقامات پر ''السباحۃ'' اور ''الرمایۃ'' ...... تیراکی اور تیراندازی اکٹھی چل رہی ہے......

مسلمان کی زندگی میں ''سنت'' آتی ہے تو وہ ''قیمتی'' بن جاتا ہے......

''والحمدللہ رب العالمین''

طاعتِ متعدیہ

اللہ تعالیٰ نے ''القلم'' کے بعد ''مدینہ مدینہ'' عطاء فرمایا...... اور اس میں بھی ہم سب کے لیے بڑی برکت عطاء فرمادی...... اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر ذمہ دار، ہر رکن، ہر کارکن اور ہر محب و معاون کو...... مکمل اہتمام اور ذوق و شوق کے ساتھ ''مدینہ مدینہ''...... اول تا آخر پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائیں...... یہ اس زمانے میں...... اہل ایمان کے لیے...... اللہ تعالیٰ کی انمول نعمت ہے...... موبائل، ویڈیو اور تصویر میں اپنا وقت ضائع نہ کریں...... یہی وقت ''مدینہ مدینہ'' کو دے دیا کریں...... پورا رسالہ توجہ سے پڑھا کریں، سمجھا کریں اور آگے پہنچایا کریں...... یہ رسالہ آپ کو نفع ہی دے گا ان شاء اللہ...... کوئی نقصان نہیں...... اس میں ''دین کامل'' کی دعوت ہوتی ہے...... اس میں دین کا ضروری علم ہوتا ہے...... اور اب اس میں مزید کئی اہم موضوعات بھی شامل کیے جا رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت دی ہے تو اس کا فائدہ اُٹھائیں...... جماعت کی ساری نشریات کو اہمیت کے ساتھ پڑھا کریں...... تاکہ زندگی قیمتی، وقت کارآمد اور آخرت سامنے رہے...... اور فتنوں سے حفاظت رہے...... آج سے ہی جماعت کا ہر ساتھی...... ہر مؤمن، ہر مؤمنہ...... پکی نیت کر لے کہ جماعت کی تمام کتب اور تمام نشریات کو لفظ بہ لفظ پڑھنا ہے...... اور اس کے لیے روزانہ ایک یا آدھا گھنٹہ...... باقاعدگی سے مقرر کرنا ہے...... آپ یقین جانیں...... آپ کو بہت فائدہ ہوگا ان شاء اللہ......

عرض یہ کر رہا تھا کہ...... اللہ تعالیٰ نے ''مدینہ مدینہ'' میں ہمارے لیے طرح طرح کی

برکت رکھی ہے...... الحمدللہ مضمون لکھتے ہوئے بھی بہت کچھ مل جاتا ہے...... اور پھر پڑھنے پر بھی بہت کچھ...... مثلاً مضمون لکھنے کا وقت آتا ہے تو ''قلم شریف'' اُٹھانے کی سعادت ملتی ہے...... مصروفیات کے ہنگام میں کئی کئی دن ''قلم'' سے رشتہ ٹوٹا رہتا ہے...... اسی طرح مضمون لکھنے کی اطلاع اگر اچانک آجائے...... پہلے سے یاد نہ ہو تو اکثر اس کی فکر میں ''بخار'' ہو جاتا ہے...... کئی بار تو مضمون لکھنا یاد ہوتا ہے مگر اس کی سوچ و فکر میں ''بخار'' پھر بھی ہو جاتا ہے...... ویسے بھی ہمارا ''تحریر اور بخار'' کا رشتہ بہت پرانا ہے...... اور ''بخار'' سے گناہ جھڑتے ہیں...... جہنم کی آگ سے حفاظت ہوتی ہے...... مضمون کے لیے صلوٰۃ الحاجۃ...... یا صلوٰۃ استخارہ یہ مستقل نعمت ہے...... اس میں چار سجدے، دو رکوع اور معلوم نہیں کیا کچھ مل جاتا ہے...... دعاء بھی ہوتی ہے کہ...... مضمون اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کا ذریعہ بنے...... اور مسلمانوں کے لیے مفید ہو...... اپنے لیے ذخیرہ آخرت ہو...... دعاء عبادت کا مغز ہے...... پھر مضمون کے لیے جو مطالعہ کیا جاتا ہے وہ بھی مستقل نعمت ہے...... بعض اوقات کئی کئی گھنٹے مطالعہ کی توفیق مل جاتی ہے...... اگرچہ مضمون میں اس مطالعہ سے ایک لفظ بھی نہ لکھا جائے مگر اتنی دیر ''علمِ دین'' کی صحبت میں رہنا...... یہ بڑی سعادت ہے...... آج بھی لکھنے کا ارادہ کیا تو ذہن میں ایک موضوع آیا...... اس موضوع کی مناسبت سے حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی فیض یافتہ...... شاہکار شخصیت امام التابعین حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر آگیا...... سبحان اللہ...... اُن کی شخصیت اور شان اتنی پرکشش ہے کہ اُن کا نام نامی آتے ہی انسان کی کیفیت بدل جاتی ہے...... چنانچہ مجوزہ موضوع ایک طرف رہ گیا اور حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات پڑھنے میں گم ہو گیا...... اسی میں اچانک کہیں سے...... حضرت نظام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آگیا...... اب مطالعے کا رخ دہلی کے روحانی تاجدار کی طرف ہو گیا...... اُن کے کچھ حالات اور ملفوظات پڑھے...... اُن کی

ایک کتاب سے کچھ موتی اُٹھائے...... اُن کی ایک نعت شریف کا لطف لیا...... تب ”مدینہ مدینہ“ کے قارئین کے لیے دل سے دعاء نکلی کہ...... اُن کی برکت سے ایسی خوبصورت اور حسین محفلیں نصیب ہو رہی ہیں...... چونکہ ”مدینہ مدینہ“ کے قارئین زندہ دل...... اہل ایمان ہیں تو...... اُن کے لیے لکھنے میں...... ایمان کی راہوں سے ہی موتی چننے جاتے ہیں...... ورنہ ایک مضمون یا ایک کالم لکھنا...... کونسا مشکل کام ہے؟...... اخبارات خبروں سے بھرے پڑے ہیں...... کوئی بھی آسانی سے...... ”ٹرمپ“ کی اچھل کود...... اور ”عراقچی“ کے ناز و نخرے پر دس صفحات کا کالم لکھ سکتا ہے...... ایران و امریکہ کی جنگ...... اور مذاکرات پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے...... اسی طرح لکھنے کے لیے...... موضوعات اور سرخیاں بے شمار ہیں......

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ...... بڑے صاحب علم اور صاحب مقامات بزرگ گذرے ہیں...... اُن کی ایک عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ جو بھی اُن کے پاس حاضر ہوتا اسے کچھ نہ کچھ ضرور نوازتے تھے...... آج رات میں نے بھی کچھ لمحے اُن کی علمی اور روحانی صحبت میں گذارے تو انہوں نے خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیا...... ایک محبت بھرا...... حوصلہ افزاء علمی نکتہ بطور ہدیہ عطاء فرما دیا...... فرمایا...... ایک ہے طاعت لازمی...... اور ایک ہے طاعت متعدی...... (”طاعت“ کہتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور عبادت کو)

طاعت لازمی وہ ہے...... جس کا فائدہ صرف عبادت کرنے والے کو پہنچتا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ...... جبکہ ”طاعت متعدیہ“ وہ ہے جس کا ظاہری فائدہ...... عبادت کرنے والے کو نہیں بلکہ دوسروں کو پہنچتا ہے...... جیسے صدقہ دینا...... کھانا کھلانا...... دین کے کسی عمل کی دعوت دینا وغیرہ...... ان عبادات کی ظاہری راحت اور فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے...... بظاہر آپ کی جیب خالی ہوئی...... دوسرے کی بھر گئی...... آپ کا مال گیا...... پیٹ دوسرے کا بھرا...... آپ کا زور لگا...... دین کی سمجھ دوسرے تک پہنچی...... فرمایا...... یہ جو ”طاعات

متعدیہ‘‘ ہیں ان کا اجر وثواب بے حد اور بے اندازہ ہے...... آگے فرمایا!

’’طاعت لازمہ‘‘ نماز وغیرہ میں تو اخلاص لازمی ہے تاکہ قبول ہوں...... جبکہ ’’طاعت متعدیہ‘‘ جس طرح کی بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں تو اس کا ثواب (یعنی بدلہ) ہے......

حضرت اقدس سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ کے اس علمی نکتے نے الحمدللہ حوصلہ اور بڑھا دیا...... جماعت کی تمام محنت...... جہاد سے لے کر احیائے سنت تک ساری کی ساری...... ’’طاعت متعدیہ‘‘ ہے...... اور اس کا اجر وثواب بے حد اور بے اندازہ ہے......

’’والحمدللہ رب العالمین‘‘

حضرات صوفیاء کرام کے اقوال

حضرات صوفیاء کرام کے اقوال...... ہر کسی کو ہضم نہیں ہوتے...... بندہ اس لیے اپنے احباب کو...... حضرات صوفیاء کرام کی کتب پڑھنے کا مشورہ نہیں دیتا...... مضبوط علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ طرح طرح کے اشکالات میں مبتلا ہو جاتے ہیں...... مثلاً حضرت نظام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جس فرمان کا خلاصہ اوپر کی سطروں میں آیا ہے...... اس پر کئی طرح کے اشکال کئی افراد کے ذہن میں آسکتے ہیں...... مثلاً

۱ نماز، حج وغیرہ فرائض ہیں...... صدقہ اور کھانا کھلانا نفل ہے تو نفل فرض سے کیسے افضل ہوگیا؟......

۲ فائدہ اور اجر وثواب تو ہر عمل کا...... اس کے کرنے والے کو ہی ملتا ہے......

۳ اخلاص کے بغیر اجر وثواب کیسا؟ اخلاص کے بغیر تو کوئی عمل طاعت وعبادت بن ہی نہیں سکتا......

جوابات آسان ہیں...... حضرت نفل اعمال کی بات فرما رہے ہیں...... نفل نماز، نفل حج

وغیرہ...... اگر فرائض کی بات ہو تو اس کے لازمی اور متعدی الگ الگ ہیں اور ان میں بھی یہی تفصیل ہے...... فائدہ سے مراد ظاہری راحت اور ظاہری منفعت ہے...... بے شک اخلاص ہر عمل میں لازمی ہے...... یہاں اس کے ''استحضار'' کا ذکر ہے......(یعنی ہر عمل کے وقت رضاء الٰہی کی تازہ نیت کرنا......عبادات لازمہ اس کے بغیر ادا نہیں ہوتیں......جبکہ متعدیہ میں کیفیت الگ ہوتی ہے)......اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں اگر بالفرض اخلاص کی نیت نہ بھی ہو تو بھی...... دنیا میں اس کا بدلہ عمل کرنے والے کو ضرور ملتا ہے...... اخلاص ہوگا تو دنیا و آخرت ہر جگہ ملے گا...... واللہ اعلم بالصواب

کام بہت ہیں

آخرت کی زندگی دائمی ہے...... بہت بڑی ہے...... اس کے لیے بڑی محنت اور سعی کی ضرورت ہے...... اس لیے جن کو دین کے کام کی توفیق مل رہی ہے وہ شکر ادا کریں...... اور کبھی ''بے ہمت'' نہ ہوں...... اور خود کو فانی دنیا میں زیادہ نہ پھنسائیں...... زیادہ نہ اُلجھائیں...... بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہمت اور توفیق مانگتے رہیں......

''رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ''

''وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ''

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

مولانا طلحۃ السیف

مجاہدانہ شان

مسنون اور صحتمندانہ تفریحی سرگرمیوں کے سلسلے میں ''تیراکی'' کی آواز لگی۔ الحمدللہ اہل ایمان متوجہ ہوئے اور پورے ملک میں منظم انداز میں ہر جگہ اس مسنون عمل سے جڑے۔ انہیں سمجھ آیا کہ یہ محض تفریح نہیں، محض ورزش نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہونے کی وجہ سے عبادت بھی ہے اور اولاد کا حق قرار دیے جانے کی وجہ سے ہماری ذمہ داری بھی۔ سمندری جہاد کا اہم رکن ہونے کی وجہ سے ''اَعِدُّوْا لَھُمْ'' کے حکم کی تکمیل بھی ہے اور ''مِنْ قُوَّۃٍ'' کے اجزاء میں ایک اہم جزو بھی......
الحمدللہ اہلِ ایمان نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ خود بھی نکلے، اپنے بچوں کو بھی لے کر نکلے اور دس دن میں ہزاروں افراد نے ان فضائل کا مذاکرہ بھی کیا جو اس عظیم اور ضروری عمل کے متعلق وارد ہوئے ہیں اور اس کی عملی تربیت بھی حاصل کی۔ یہ اسلام کی حقیقی روح ہے کہ ایک مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہر وقت تیار ہو۔ اس نے قرآن مجید، حدیث اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے نظریہ جہاد حاصل کیا ہوا ہو۔ یہ نظریہ اس کے دل و دماغ میں اس طرح راسخ ہو چکا ہو کہ کج فکر، گمراہ سوچ، منحرف اور الحاد زدہ مفکرین کے فکری زاویے اسے کچھ بھی متاثر نہ کر سکتے ہوں۔ ایک بالکل عام فہم اور واضح نظریہ جہاد ہمیں قرآن مجید کے مفصل بیان سے ملا ہے جس میں نہ کوئی اُلجھاؤ ہے نہ کوئی مشکل۔ جہاد کس کے مقابل ہے؟ کیوں ہے؟ کن مقاصد کے لیے ہے؟...... کب تک ہے؟...... اس کے اصول و ضوابط کیا ہیں؟...... اس میں کامیابی کا مطلب کیا ہے اور اس کامیابی کا مدار کن باتوں پر ہے؟...... مؤمن کے حق میں اس کا دنیوی اُخروی نتیجہ کیا ہے اور کافر کے حق میں کیا؟......

اس کی تیاری کے مراحل کیا ہیں اور اس کی عملی صورتیں کون کون سی ہیں؟...... ان میں سے کون سی بات ہے جو قرآن مجید میں کھول کر بیان نہیں کر دی۔ ایک مؤمن جب اس تعلیم سے فکری طور پر مکمل آراستہ ہو جاتا ہے تو اسلام اسے تعلیم دیتا ہے کہ اب وہ عملی طور پر اس کو ادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔ یہ ایک مشقت والا عمل ہے جو کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ اور اس میں پیش آنے والی مشکلات اور مشقتیں متعدد اور متنوع ہیں۔ اس میں سفر ہے، بھوک پیاس، گرمی، سردی کا سامنا ہے۔ زمین کی اونچ نیچ سے نبرد آزمائی ہے۔ ریتلے صحراء، اونچے پہاڑ اور پھر پانی کا مقابلہ، سمندروں کی پشت پر سواری۔ اس میں گھوڑے اونٹ دوڑانے ہیں اور پیادہ پا لمبے فاصلے طے کرنے ہیں۔ اس میں گھنٹوں بلکہ پہروں لمبے مقابلوں میں بازوؤں کے زور کا امتحان ہے اور صبر کی آزمائش۔ اس لئے ایک مؤمن کے لیے ان صفات کو پسندیدہ قرار دیا گیا کہ وہ صابر ہو، بہادر ہو اور قوی ہو۔ ایسے اسباب کی فضیلت بیان کی گئی جو قوی بناتے ہیں اور ایسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی جو بدن کو جہاد کے قابل بناتی ہیں۔ وہ تیر اندازی ہو یا گھڑسواری۔ کشتی اور زور آزمائی کے مقابلے ہوں یا تیراکی کا عمل...... حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام حالت میں اپنی چال بھی ایسی رکھی جو ایک مؤمن قوی کا شعار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال مبارک میں تیزی تھی۔ ایسی فطری تیزی جس میں کسی تکلف کا احساس نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جوان لوگ اگر کوشش کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قدم ملا کر چلیں تو ہم ہانپ جایا کرتے اور ہمیں اس کام کے لئے بہت مشقت کرنا پڑتی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جلدی یا ایمرجنسی کی وجہ سے خلاف معمول ایسا تیز نہیں چل رہے ہوتے تھے بلکہ سکون واطمیان کے ساتھ اپنی عام چال میں ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال مبارک میں اس تیزی کے ساتھ مضبوطی بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم جما کر چلتے۔ پنجوں کے بل چلتے جس سے ٹانگوں میں بہت غیر معمولی مضبوطی اور قوت آتی ہے۔ ہم مردہ اور بیمار چال کو بزرگی کی علامت سمجھتے ہیں، تمام بزرگیاں جن کے قدموں میں ڈھیر ہیں ان کی چال بڑھاپا کہے جانے والی عمر میں ایسی مجاہدانہ شان کی حامل تھی کہ جوانوں کے لیے بھی اس کا مقابلہ ممکن نہ تھا۔ ’’النسلان‘‘

یعنی تیز چلنے کی عادت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کمزوری اور تھکاوٹ کے علاج کے طور پر تجویز فرمایا۔ بظاہر کتنی عجیب بات ہے کہ جس چیز کو تھکن اور کمزوری کا سبب سمجھا جاتا ہے اور جس سے احتیاط تجویز کی جاتی ہے اس کا بالمثل علاج کے طور پر حکم فرمایا جارہا ہے اور اختیار کرنے والے بتا رہے ہیں کہ اس سے ان کی کمزوری اور تھکاوٹ جاتی رہی۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو کبھی کبھار ننگے پاؤں چلنے کا حکم فرمایا۔ ''امرنا ان نحتفی احیانا''، یعنی وہ عرب کی سادہ اور جفاکشی والی زندگی کے ان اعمال سے جڑے رہیں اور آسانیاں میسر آجانے کے بعد انہیں ترک نہ کردیں۔ زمین پر ننگے پاؤں چلنا، ریت کے اس طرح چلنے کی مشق کرنا مشقت کرنے اور سختیاں برداشت کرنے کی ہمت اور قوت فراہم کرتا ہے۔ انسانی صحت کے لیے اس کے فوائد جدید سائنسی تحقیقات میں بھی بکثرت بیان کیے جاتے ہیں۔ اسلام میں ان تمام عادات کو اپنانے کا حکم جسمانی طور پر جہاد کے لیے ہمیشہ تیار رہنے اور جسم میں جہاد کی مشقتوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے اور بڑھانے کے لیے ہیں۔ سچے نظریۂ جہاد پر قیام بھی اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے جسم میں جہاد کی قوت اور دماغ میں شوق شہادت کی بجلیاں کوندتی رہیں۔ جب انسان کسل (سستی) اور بے کاری کا شکار ہو کر اس قوت اور ولولے سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کا زاویۂ فکر شیطانی ہو جاتا ہے ایمانی نہیں رہتا۔ پھر وہ ''المعوّقین'' کا کردار ادا کرنے لگتا ہے یعنی ان حرمان نصیبوں میں شامل ہو جاتا ہے جنہوں نے صرف جہاد فی سبیل اللہ کے نظریئے اور شوق سے محرومی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہ مشن بنا لیا کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو بھی دجل، تلبیس اور تخویف کے ذریعے جہاد سے روکیں گے اور اہل جہاد کی دعوت اور کام میں روڑے اٹکائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی اس لعنت سے حفاظت فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق سادگی، مشقت اور مضبوطی پیدا کرنے والے ان اعمال کو اختیار کر لینے میں ہمارے لیے دنیا آخرت کی ہر خیر پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سب اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

۱۹

پیغامِ نبوی ﷺ

مفتی محمد منصور احمد

لوگوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کریں!

وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ (صحیح مسلم: ۲۶۲۵)

''اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھا کریں۔''

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا:

اے ابوذر! اگر آپ سالن پکائیں تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کریں اور اپنے پڑوسی کو بھی دیا کریں!

تحفے محبت کو کھینچنے والے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے! (شعب الایمان: ۸۵۶۸)

☆ تحفے ان پیسوں کی وجہ سے قیمتی نہیں ہوتے جو ان پر خرچ کیے جاتے ہیں، بلکہ جذباتِ محبت کی وجہ سے قیمتی ہوتے ہیں، اور ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے!

☆ کھانے کی ایک پلیٹ جو پڑوسی کو پیش کی جاتی ہے اتنا بڑا اثر رکھتی ہے جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے!

☆ وہ کتاب جو آپ اپنے رفیق کار کو ہدیہ کرتے ہیں اس کے دل کو کھینچ لیتی ہے!

☆ انگلی میں ڈالی جانے والی انگوٹھی جو آپ اپنی سہیلی کو تحفے میں دیتی ہیں اس کے دل کو خوش کر دیتی ہے!

☆ گلاب کا ایک پھول جسے لے کر آپ اپنی بیوی کے پاس واپس آتے ہیں، اس کو دن بھر کی مشقت

بھلا دیتا ہے!

☆تسلی کا ایک لفظ جو آپ پریشانی اور دل شکستگی کے موقع پر اپنے دوست کو کہتے ہیں ساری زندگی اس کے ساتھ رہتا ہے!

☆لوگوں کے ساتھ محبت کے برتاؤ کیلئے مال کی ضرورت نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے!

اللہ تعالیٰ کو عبادات پسند ہیں لیکن دوسروں کو تکلیف دینا سخت ناپسند ہے!

هِيَ فِي النَّارِ (مسند أحمد:۹۶۷۵)

''وہ عورت جہنمی ہے''

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فلاں عورت بہت زیادہ نمازیں پڑھتی ہے، بہت زیادہ روزے رکھتی ہے اور بہت زیادہ صدقہ کرتی ہے، لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی دیتی ہے۔

تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: وہ جہنمی ہے۔

اس شخص نے عرض کیا: فلاں دوسری عورت کم نمازیں پڑھتی ہے، کم روزے رکھتی ہے اور کم صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی۔

تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

☆یہ ضروری نہیں کہ آپ کی جیب میں قرآن کریم کا نسخہ ہو، البتہ یہ ضروری ہے کہ آپ کے اخلاق میں کسی آیت کا اثر نظر آئے!

☆مسواک سنت ہے، لیکن اس کا کیا فائدہ جب آپ غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں!

☆احادیث یاد کرنا اچھی بات ہے لیکن یہ کیا نفع دیں گی اگر آپ چغلیاں کھانے کیلئے لوگوں کے پاس چکر لگاتے رہیں!

☆اپنے کتب خانے میں تفسیر کی کتابیں جمع کرنے کا کیا فائدہ جبکہ آپ اپنے خاندان کو توڑ بیٹھیں!

☆اپنے کپڑوں کو صاف رکھنے کا کیا فائدہ جب آپ اپنا ہاتھ لوگوں کے مالوں سے نہیں روک سکتے!

☆نفلی روزوں کی کثرت کا کیا فائدہ جبکہ آپ افسر کے سامنے اپنے ساتھیوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں!

☆ اللہ تعالیٰ عبادات کو پسند کرتا ہے لیکن وہ دوسروں کو تکلیف دینے کو سخت ناپسند بھی کرتا ہے!

☆ سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں لائے گا لیکن لوگ ان میں سے جھولیاں بھر بھر کے نیکیاں لیتے رہیں گے، اس تکلیف کے بدلے جو وہ دنیا میں ان لوگوں کو دیتا رہا تھا! (صحیح مسلم: ۲۵۸۱)

مصیبت میں بھی شائستگی اختیار کریں!

لَا تَسُبِّي الْحُمَّى (صحیح مسلم: ۲۵۷۵)

''بخار کو برا نہ کہو''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمِّ سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ان کی بیمار پرسی فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ پریشان ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمِّ سائب! کیا بات ہے آپ کپکپا رہی ہیں؟

انہوں نے عرض کیا: بخار ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برکت نہ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمِّ سائب بخار کو برا نہ کہو، کیونکہ یہ بنی آدم کے گناہ ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ بندے کو تین میں سے کسی ایک وجہ سے بخار میں مبتلا کرتا ہے: پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کے گناہوں کو معاف کرنا چاہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اسے خود سے دور جاتا ہوا دیکھتا ہے تو اپنی طرف واپس لانا چاہتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کا جنت میں کوئی درجہ طے ہوتا ہے لیکن وہ اپنے عمل سے اس تک نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ بیماری کی وجہ سے اسے اس درجے تک پہنچا دیتا ہے!

☆ بیماری میں صبر کر لینے کے بعد آپ کے پاس یہی راستہ ہوتا ہے کہ آپ توبہ کریں، اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹیں اور عبادت و ریاضت کریں، یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھے گمان کی علامتیں ہیں!

☆ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، ہمیں عذاب دینے کی اسے کوئی ضرورت نہیں، وہ ہماری ماؤں سے زیادہ ہم پر شفیق ہے!

☆ اس لیے مصیبت میں شائستگی اختیار کریں، تکلیف میں بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں اور آہ وزاری کو استغفار کے ساتھ مزین کریں!

مولانا محمد نعمان خلیل

۴

عالم ربانی رئیس المحدثین حضرت شیخ محمد عوامہ دام ظلہ

اللہ تعالیٰ علم کی سچی طلب نصیب فرمائیں۔

طلبِ علم بہت بڑی سعادت اور نیک بختی ہے، طلبِ علم وجود سے عدم اور عدم سے وجود تک کا سفر ہے۔طلبِ علم مہد سے لحد تک کی گزرگاہ ہے، طلبِ علم اندھیرے سے روشنی، ظلمت سے نور، گم نامی سے نیک نامی، گدائی سے بادشاہی، فقر سے استغناء، ذلت سے عزت، پستی سے عروج اور زمین سے آسمان تک کی معراج ہے۔

طلبِ علم میں ہمارے اسلاف نے جو مشقتیں، تکلیفیں اور سختیاں برداشت کیں، انہیں اگر کسی مجلس میں سن یا پڑھ لیا جائے تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور آنکھیں چھلک پڑیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر کے دروازوں کے کواڑ تک بیچنے پڑے، کئی محدثین کرام طلب علم کے سفر میں صحراء میں پیاس سے بلک بلک کر رب العالمین کے حضور پیش ہو گئے۔حضرت شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم میں اس طرح کے بے شمار واقعات نقل فرمائے ہیں۔

طلبِ علم اور حضرت شیخ حفظہ اللہ کی نصیحت:

ہمارے شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ اسی طلبِ علم کے لیے اپنے حقیقی اور روحانی بیٹوں کو ایک خاص نصیحت فرماتے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ حفظہ اللہ کی نظر میں طلب علم کس قدر اہم، ضروری اور بلند ترین چیز ہے، شیخ حفظہ اللہ کے بیٹے شیخ محی الدین حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ہمیں بارہا یہ نصیحت فرماتے رہتے ہیں:

لو تسفون التراب سفا لا تتركوا طلب العلم

اگر تمہیں خاک بھی چھاننی پڑے تب بھی طلب علم مت چھوڑنا۔

یعنی ہر حال میں طلب علم میں مشغول رہنا، اگر چہ تم فقر و فاقہ کی انتہاء کو پہنچ جاؤ اور تمہیں دنیا میں کس قدر بھی تکلیف اُٹھانی پڑے۔

اور آگے تسلی سے بھرپور نوید سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن الله لا يضيع طالب العلم المخلص

اللہ تعالیٰ مخلص طالبِ علم کو کبھی ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء:

حضرت شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ اپنے طلبہ اور مستجیزین کو جن خاص دعاؤں کی تلقین فرماتے ہیں، ان میں ایک اہم ترین دعاء وہ ہے، جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب کی تیسری رکعت میں، سورہ فاتحہ کے بعد اور رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کرنا اور ہمیں اپنی طرف سے خاص رحمت عطاء فرمانا، یقیناً آپ تو بہت عطاء کرنے والے ہیں۔

یہ علمی و عملی فتنوں اور ہدایت کے بعد گمراہی سے بچنے اور دین حق پر ثابت قدم رہنے کی قرآنی دعاء ہے۔

ہمارے پیارے شیخ محقق و مؤرخ، ادیب و ناقد، سابق رئیس تخصص فی علوم الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت مولانا عبد الحلیم چشتی نور اللہ مرقدہ بھی یہ دعاء بڑی والہانہ اور اشکبار طریقے سے مانگا کرتے تھے، بنوری ٹاؤن کی جامع مسجد میں ایک نکاح کی مجلس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے بار بار یہی ایک دعاء سن کر بہت تعجب ہوا، بعد میں اس کے معنی میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتنی اہم اور جامع دعاء ہے اور ہمارے اس پُرفتن دور میں اس کی کتنی ضرورت ہے، جہاں ہر قدم پر گمراہی مزین ہو کر تیار ٹھہری ہے۔

حضرۃ الشیخ حفظہ اللہ کا تالیفی اور تحقیقی منہج:

حضرۃ الشیخ محمد عوامۃ حفظہ اللہ کی متعدد موضوعات پر بیسیوں سے زائد تحقیقات و تالیفات ہیں، احادیث مبارکہ، اصول حدیث، جرح وتعدیل، شمائل و سیرت، فقہ و ادب اور انساب وغیرہ جیسے موضوعات کی ضخیم کتب پر آپ کی مایہ ناز اور قابل قدر تحقیقات ہیں، جن میں صرف مصنف ابن أبي شيبه چھبیس جلدوں پر مشتمل ہے، جو آپ حفظہ اللہ کی مستقل سولہ سالہ محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں سنن أبي داؤد، تدريب الراوي للسيوطي، الكاشف للذهبي، تقريب التهذيب لابن حجر، نصب الراية للزيلعي اور دیگر بہت سی چھوٹی بڑی کتب پر آپ کی گراں قدر تحقیقات معرضِ وجود میں آ کر علماء و محققین کے ہاں قبولیت پا چکی ہیں اور جو مستقل تصانیف ہیں، وہ ان سے الگ ہیں۔

حضرت شیخ حفظہ اللہ کے فرزند ارجمند نے اپنے والد محترم کے تحقیقی اور تالیفی منہج پر جامع گفتگو کی ہے، جسے ہمارے استاذ محترم، کتب بینی میں ماہر، حضرت مولانا محمد یاسر عبد اللہ حفظہ اللہ نے بہترین انداز میں اردو کا جامہ پہنایا ہے، جو ربیع الاول 1445ھ، اکتوبر 2023ء کے ماہنامہ بینات میں چھپ چکا ہے، طلبہ اور اہل ذوق اس مضمون کی طرف ضرور مراجعت فرمالیں۔

حضرۃ الشیخ حفظہ اللہ کی طلبہ کے لیے تین اہم کتب کا مختصر تعارف:

حضرۃ الشیخ حفظہ اللہ کی تین کتب ایسی ہیں، جو ہر طالب علم کی لازمی اور حقیقی ضرورت ہے:

۱ معالم إرشادية لصناعة طالب العلم:

یہ کتاب طلب علم کے آداب، طالبِ علم کی خصال و عادات اور طالبِ علم کے علمی اور تربیتی منہج کے موضوع پر جامع اور مفصل کتاب ہے، جو ہر طالب علم کا گویا گم شدہ خزینہ ہے، جسے پڑھ کر نہ صرف ایک طالب علم اچھا طالب علم بن سکتا ہے، بلکہ وہ بے راہ روی، ذہنی انتشار، آراء و افکار کے تضاد سے محفوظ رہ کر دین متین کی مضبوط بنیادوں پر مقصدیت کے ساتھ خدمت کا اہل بن سکتا ہے، حضرت حفظہ اللہ نے اپنے وسیع مطالعہ، اپنی ذاتی زندگی کے تجربہ اور اپنے مشایخ کی تربیت کا نچوڑ اس کتاب میں شاندار طریقے سے بیان فرما دیا ہے۔

۲ أدب الاختلاف في مسائل العلم والدين

فقہی اور اجتہادی مسائل میں اختلاف ایک فطری امر ہے اور شریعت مطہرہ نے اس میں خوب وسعت

رکھی ہے، لیکن بسا اوقات یہ اختلاف باہمی ربط و تعلق میں بگاڑ، ایک دوسرے کی تحقیر و تنقیص، نفرت و بغض اور حق و باطل کا معیار بن جاتا ہے اور باہمی گفتگو میں ایک دوسرے کی عزت و احترام کا پاس رکھنا اور مدِ مقابل کے مقام و مرتبہ کا اعتراف کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ طلبہ کی تربیت کے لیے ایسی کتاب ہو، جس میں اختلاف کے ادب و آداب بتلائے جائیں، اختلافات کی نوعیت بیان کی جائے اور باہمی اختلافات میں ہمارے عظیم اسلاف و اکابر کے محبت و اکرام سے بھرپور طرزِ عمل کو اجاگر کیا جائے، اسی کے پیشِ نظر حضرت شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ نے یہ کتاب مرتب فرمائی، جو اس موضوع پر انمول اور جامع کتاب ہے۔

۳ أثر الحديث الشريف في اختلاف الأئمة الفقهاء:

اس کتاب میں ائمہ فقہاء متبوعین جیسے امام اعظم، امام ابوحنیفہ، امام دار الہجرۃ مالک بن اُنس، مجدد وقت امام شافعی اور عظیم محدث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے باہم اختلاف کے اسباب، احادیث مبارکہ کی ترجیح میں ان ائمہ کرام کا طرزِ عمل اور ظاہری طور پر متعارض اَحادیث مبارکہ میں ان ائمہ کرام کا منہج جیسے موضوعات پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ائمہ کرام کی تقلید اور ان ائمہ کرام پر احادیث مبارکہ کی مخالفت کے اعتراضات کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ ان عنوانات سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آج کے سوشل میڈیائی اور ذہنی انتشار اور فکری تضاد کے دور میں تو اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

یہ تینوں کتابیں ایسی ہیں کہ تمام مدارس کے نصاب کا باقاعدہ حصہ ہونی چاہئیں۔ الحمد للہ! بعض اداروں میں یہ شامل نصاب ہیں۔ ہمارے جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے تخصص فی علوم الحدیث کے نصاب میں بھی مؤخر الذکر دونوں کتابیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے طرزِ عمل کی پیروی نصیب فرمائیں۔ آمین

(جاری ہے)

بحری جہاد اور تیراکی

کبھی آپ نے لمحہ بھر کے لئے بھی غور کیا کہ...... سب سے زیادہ طاقتور قومیں وہی ہیں جن کا سمندر پر غلبہ ہے...... سمندر کی وسعتیں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور قدرت کی نشانیاں ہیں...... مگر افسوس! آج اُمت مسلمہ کی اکثریت سمندر کو صرف تفریح کا ذریعہ سمجھتی ہے، اس کی دینی، جہادی اور روحانی حقیقت سے غافل ہے۔

یاد رکھیں!

سمندر کی موجوں کو چیرتے ہوئے تیراک مجاہدین......

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی......

پانی کی تہہ میں غوطہ زن ہو کر علم اسلام کو بلند کرنے والے سرفروش......

یہ سب اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جن کا مقام و مرتبہ زمین والوں سے کہیں بلند ہے۔

یہ تیراکی صرف جسمانی صحت کی ورزش نہیں......

یہ تو جہاد کی تربیت ہے......

یہ تو سمندری راستوں سے دین کو غالب کرنے کی تیاری ہے......

یہ تو امت کی بقا، عزت اور غلبہ کی بنیاد ہے......

اور یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیراکی کو نہ صرف سراہا بلکہ اپنی سنت اور امت پر حق قرار دیا۔

اگر آج کا مسلمان چاہتا ہے کہ:

اس کے دل میں جہاد کی روح زندہ ہو......

اس کے جسم میں طاقت و مہارت ہو......

اس کے اعمال نامے میں ایسے انوکھے اجر و ثواب لکھے جائیں جن کا تصور بھی خشکی پر رہنے والے نہیں کر

سکتے......

تو پھر اُسے چاہئے کہ تیراکی سیکھے، سمندر کو جانے، اس کی موجوں کو پہچانے اور اُن فضائل و انعامات کو سمجھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔

آئیے! پڑھتے ہیں ان مبارک احادیث و روایات کا ذخیرہ، جو بتاتی ہیں کہ ایک مسلمان جب بحری جہاد کرتا ہے، سمندری راستوں سے دین کے غلبے کی تیاری کرتا ہے، یا کم از کم تیراکی سیکھ کر جہادی تیاری کی سنت پر عمل کرتا ہے..........تو اس کے لیے کیا کچھ اجر و انعامات لکھے جاتے ہیں؟

ان روایات کو غور سے پڑھیے، دل کی آنکھوں سے پڑھیے......

آپ کو احساس ہوگا کہ تیراکی کی سنت کس قدر عظیم، اور بحری جہاد کی تیاری کس قدر ضروری ہے۔

احادیث غزوۃ البحر

۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کے بحری مجاہدین دیکھ کر مسکرانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے، وہ آپ کو کھلایا پلایا کرتی تھیں، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ ہونے کی وجہ سے محرم تھیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا کھلایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کی صفائی کرنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آگئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مجھے میری اُمت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو سمندر میں اس طرح سے سوار ہو کر جہاد کریں گے جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہیں۔‘‘

ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دعاء فرما دیجئے کہ اللہ مجھے بھی اُن میں شامل فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمادی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک رکھا اور سو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی خوشی نے آپ کو ہنسایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے جیسی بات فرمائی:

’’مجھے میری اُمت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے۔‘‘

ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعاء فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم پہلے لشکر والوں میں سے ہو۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بحری جہاد میں تشریف لے گئیں، مگر سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری سے گر کر انتقال فرما گئیں۔ (بخاری، مسلم)

یہ فضیلت تبھی حاصل کی جا سکتی ہے جب ایک مسلمان پانی کی لہروں سے خوفزدہ ہونے کے بجائے تیراکی سیکھے۔تیراکی وہ بنیادی سیڑھی ہے جو ایک عام انسان کو اس عظیم بحری لشکر کا حصہ بننے کے قابل بناتی ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراہٹ اور رضا کا اظہار فرمایا۔

۲)سمندر کی ایک لڑائی خشکی کی دس لڑائیوں سے افضل

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''اس شخص کا ایک حج جس نے حج فرض ادا نہ کیا ہو، جہاد کی دس لڑائیوں سے بہتر ہے اور اس شخص کا ایک لڑائی میں حصہ لینا جس نے حج [فرض] اداء کر لیا ہو، دس حج کرنے سے بہتر ہے اور سمندر کی ایک لڑائی خشکی کی دس لڑائیوں سے افضل ہے اور جس نے سمندر کو عبور کیا، گویا کہ اس نے تمام وادیوں کو عبور کر لیا یعنی تمام وادیاں عبور کرنے کا اجر پا لیا اور سمندر میں جہاد کے دوران قے کرنے والا [اجر میں] خون میں لت پت ہونے والے جیسا ہے۔'' (مجمع الزوائد، السنن الکبریٰ، المستدرک)

پانی ایک بے رحم اور ہیبت ناک مخلوق ہے، لیکن جب ایک مؤمن تیراکی سیکھ کر اس کی لہروں پر حکمرانی کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر جسمانی تکلیف کو شہادت کے درجے تک بڑھا دیتا ہے۔تیراکی انسان کو پانی کے اندر حواس بحال رکھنے، مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کا ہنر سکھاتی ہے۔

۳)سمندری شہید کا دہرا اجر

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سمندر میں جسے چکر اور قے آجائے اُسے ایک شہید کا اجر ملتا ہے اور جو اس میں ڈوب جائے اُسے دو شہیدوں کا اجر ملتا ہے۔'' (ابوداوٗد)

۴)مزاج شناس رسول اللہ ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سمندری جہاد کی خواہش

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں مرد ہوتی تو پھر صرف سمندر ہی میں جہاد کرتی رہتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جسے سمندر میں قے آجائے وہ اجر وثواب میں خشکی پر اپنے خون میں لت پت ہونے والے جیسا ہے۔'' (کتاب السنن)

خشکی پر لڑنا ہر انسان کی فطرت کے قریب ہے کیونکہ زمین اس کا مسکن ہے، مگر سمندر کے ناموافق ماحول میں لڑنے کے لیے غیر معمولی مہارت درکار ہوتی ہے۔ تیراکی اور غوطہ خوری کی تربیت ہی ایک عام سپاہی کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ خشکی کے مجاہدین سے کئی گنا بڑھ کر یہ افضل ترین اجر کما سکے۔

۵)سمندر کے شہداء اللہ کے نزدیک زیادہ افضل

حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سمندر کے شہداء اللہ تعالیٰ کے نزدیک خشکی کے شہداء سے زیادہ افضل ہیں۔'' (الطبرانی الکبیر، مجمع الزوائد)

۶)نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کی خواہش

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو میرے ساتھ جہاد کرنے سے محروم رہا، اُسے چاہئے کہ سمندر میں جہاد کرے۔'' (الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد)

۷)سمندر میں ایک بار جہاد، نبی ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے جیسا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سمندر میں ایک بار جہاد کرنا، میرے ساتھ پچاس بار جہاد کرنے جیسا ہے اور جس نے سمندر میں جہاد کیا، پھر واپس اس سمندری جہاد کی طرف لوٹ کر آیا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہنے والے جیسا ہے۔'' (ابن عساکر۔ وھذا مرسل غریب)

(جاری ہے)

مولانا عبدالحفیظ امیرپوری

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

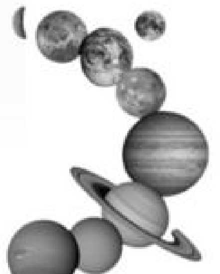

خالق کی نشانیاں

انسانی زندگی کے اہم ترین سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے؟ انسان کہاں سے آیا ہے؟ زمین و آسمان کا یہ حیرت انگیز نظام کس نے قائم کیا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جو ہر دور میں انسان کے ذہن میں پیدا ہوتا رہا ہے۔ اگر انسان تعصب اور ضد سے ہٹ کر اپنے اردگرد کی دنیا کا مشاہدہ کرے تو اسے اس سوال کا جواب بڑی آسانی سے مل جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کوئی ایسی حقیقت نہیں جسے ثابت کرنے کے لیے پیچیدہ فلسفوں اور طویل دلائل کی ضرورت ہو، بلکہ کائنات کی ہر چیز خود اپنے خالق کی گواہی دے رہی ہے۔

قرآن مجید بار بار انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بے مقصد اور بے ترتیب نہیں بنایا بلکہ ایک کامل نظم وضبط کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ سورج روزانہ ایک مقررہ وقت پر طلوع ہوتا ہے اور اپنے مقررہ راستے پر سفر کرتا ہے۔ چاند اپنے مراحل طے کرتا ہے۔ ستارے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔ موسم بدلتے ہیں، رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور زندگی کا پورا نظام ایک خاص ترتیب کے مطابق چلتا ہے۔ اگر اس نظام میں معمولی سا بھی خلل آ جائے تو زندگی کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کا ایک حکیم اور قادر خالق موجود ہے۔

انسان جب زمین پر نظر ڈالتا ہے تو اسے قدرت کی بے شمار نشانیاں دکھائی دیتی ہیں۔ کہیں بلند و بالا پہاڑ ہیں، کہیں وسیع میدان ہیں، کہیں لہلہاتے کھیت ہیں اور کہیں سرسبز باغات۔ زمین کی تہوں میں مختلف قسم کی معدنیات رکھی گئی ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ دریا اور سمندر پانی کے عظیم ذخائر ہیں جو زندگی کے

تسلسل کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ سب چیزیں اس قدر متوازن اور منظم ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔کیا یہ سب کچھ محض اتفاق سے وجود میں آسکتا ہے؟ کیا اتنا عظیم نظام بغیر کسی منصوبہ بندی کے قائم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بیج اور پودے کی مثال بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک روشن نشانی ہے۔ایک معمولی سا دانہ زمین میں ڈالا جاتا ہے۔ کچھ دن بعد وہ پھٹتا ہے اور اس میں سے ایک نرم و نازک کونپل نکلتی ہے۔ پھر یہی کونپل آہستہ آہستہ بڑھتی ہے، شاخیں بناتی ہے، پتے نکالتی ہے اور آخرکار ایک درخت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس درخت پر پھول کھلتے ہیں اور پھل لگتے ہیں۔ایک چھوٹے سے بیج کے اندر یہ حیرت انگیز صلاحیت کس نے رکھی؟ کس نے اسے یہ طاقت دی کہ وہ مٹی کو چیر کر باہر نکل آئے؟ اگر انسان انصاف سے سوچے تو اسے ماننا پڑے گا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

بارش کا نظام بھی غور و فکر کا ایک اہم موضوع ہے۔سمندروں کا پانی سورج کی حرارت سے بخارات بن کر فضا میں بلند ہوتا ہے۔ یہ بخارات بادلوں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ پھر ہوائیں انہیں دور دراز علاقوں تک لے جاتی ہیں اور اللہ کے حکم سے وہ بادل بارش برساتے ہیں۔خشک زمین سرسبز ہو جاتی ہے، کھیتوں میں فصلیں اگتی ہیں اور انسانوں و جانوروں کے لیے رزق کا سامان پیدا ہوتا ہے۔اگر بارش کا یہ نظام نہ ہوتا تو زندگی کا وجود برقرار نہ رہ سکتا۔اس حیرت انگیز انتظام کو دیکھ کر عقل خود پکار اٹھتی ہے کہ اس کے پیچھے ایک عظیم قدرت کارفرما ہے۔

انسان کی اپنی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک بڑا شاہکار ہے۔انسان ابتدا میں ایک حقیر قطرے کی صورت میں ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے مختلف مراحل سے گزار کر ایک مکمل انسان بنا دیتا ہے۔اس کے جسم کے ہر عضو کی ایک خاص ساخت اور ذمہ داری ہے۔آنکھیں دیکھتی ہیں، کان سنتے ہیں، زبان بولتی اور ذائقہ محسوس کرتی ہے، ناک خوشبو اور بدبو میں فرق کرتی ہے، ہاتھ کام کرتے ہیں اور پاؤں چلتے ہیں۔جسم کے اندر دل مسلسل دھڑکتا رہتا ہے اور خون پورے جسم میں گردش کرتا ہے۔انسان جتنا زیادہ اپنے جسم کے نظام کو سمجھتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا قائل ہوتا جاتا ہے۔

ذرا انسانی آنکھ پر غور کیجیے۔ یہ ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن اس کی بناوٹ اور کارکردگی انتہائی حیرت انگیز ہے۔آنکھ روشنی کو قبول کرتی ہے، مختلف رنگوں میں فرق کرتی ہے اور دور و نزدیک کی اشیا کو پہچانتی

ہے۔ اسی طرح انسانی دماغ ایک ایسا عجیب نظام ہے جو بیک وقت بے شمار کام انجام دیتا ہے۔ یادداشت، سوچ، تجزیہ، فیصلہ اور احساسات سب اسی کے ذریعے کام کرتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے سائنس دان بھی انسانی دماغ کی مکمل حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کسی اتفاقی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک عظیم خالق کی تخلیق ہے۔

جانوروں کی دنیا بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ پرندے فضا میں اڑتے ہیں اور ہزاروں میل کا سفر طے کرتے ہیں۔ مچھلیاں پانی میں زندگی گزارتی ہیں۔ مختلف جانور مختلف مقاصد کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ بعض انسان کی سواری کا ذریعہ بنتے ہیں، بعض کھیتی باڑی میں مدد دیتے ہیں اور بعض دودھ اور گوشت مہیا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا نظام، ان کی خوراک اور ان کی ضروریات سب ایک خاص حکمت کے تحت طے کی گئی ہیں۔

خاص طور پر دودھ کی نعمت انسان کے لیے ایک بڑی نشانی ہے۔ گائے، بھینس اور بکری جیسے جانور مختلف قسم کی گھاس اور چارہ کھاتے ہیں لیکن ان کے جسم میں ایک ایسا نظام موجود ہے جو انہی غذاؤں کو خالص اور مفید دودھ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ دودھ بچوں اور بڑوں سب کے لیے بہترین غذا ہے۔ اس کا رنگ، ذائقہ اور غذائیت انسان کو حیران کر دیتی ہے۔ اگر انسان اس نعمت پر غور کرے تو وہ ضرور محسوس کرے گا کہ یہ کسی بے مقصد عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا مظہر ہے۔

رات اور دن کا نظام بھی قدرت کی عظیم نشانیوں میں سے ہے۔ اگر ہمیشہ دن رہتا تو انسان تھک کر چور ہو جاتا اور اگر ہمیشہ رات رہتی تو زندگی کے بیشتر کام رک جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو محنت اور روزگار کے لیے بنایا اور رات کو آرام اور سکون کے لیے۔ اسی توازن کی وجہ سے انسانی زندگی خوشگوار انداز میں چل رہی ہے۔ یہ حکمت خود بتاتی ہے کہ اس نظام کا بنانے والا اپنی مخلوق کی ضروریات سے خوب واقف ہے۔

پھر آسمان کی وسعتوں پر نظر ڈالیں۔ بے شمار ستارے، سیارے اور کہکشائیں اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہی ہیں۔ سائنس جتنی ترقی کرتی جا رہی ہے، کائنات کی وسعت اتنی ہی زیادہ حیران کن ہوتی جا رہی ہے۔ انسان نے دوربینوں کے ذریعے اربوں ستاروں کا مشاہدہ کیا لیکن ابھی تک اس کائنات کے کنارے تک نہیں پہنچ سکا۔ اتنی عظیم کائنات کا وجود خود اس کے خالق کی عظمت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

عقلِ سلیم ہمیشہ سبب اور مسبب کے تعلق کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر کوئی خوبصورت عمارت نظر آئے تو ہر شخص

فوراً سمجھ جاتا ہے کہ اسے کسی ماہر انجینئر نے بنایا ہے۔ اگر ایک کتاب سامنے رکھی ہو تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اس کے الفاظ خود بخود صفحوں پر آ گئے ہیں۔ اگر ایک گھڑی یا موبائل فون نظر آئے تو ہر شخص جانتا ہے کہ اسے کسی صنعت کار نے تیار کیا ہے۔ جب چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے بنانے والے کا ہونا ضروری ہے تو پھر یہ پوری کائنات بغیر کسی خالق کے کیسے وجود میں آ سکتی ہے؟

بعض لوگ خدا کے وجود کے بارے میں شکوک کا اظہار کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے شبہات زیادہ تر غور و فکر کی کمی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جو شخص کھلے دل کے ساتھ کائنات کا مطالعہ کرتا ہے، وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس دنیا کا ایک خالق ضرور ہے۔ اس خالق کی قدرت ہر طرف نمایاں ہے اور اس کی حکمت ہر چیز میں جھلکتی ہے۔ انسان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ان نشانیوں کو پہچانے، اپنے رب کی معرفت حاصل کرے اور اس کی بندگی اختیار کرے۔

قرآن مجید کا انداز یہی ہے کہ وہ انسان کو فطرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زمین میں، آسمان میں، پہاڑوں میں، دریاؤں میں، جانوروں میں، پودوں میں اور خود انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں۔ جو شخص ان نشانیوں پر غور کرتا ہے، اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور اس کے دل میں اپنے رب کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے خدا کی ہستی کوئی نظری بحث نہیں رہتی بلکہ ایک زندہ حقیقت بن جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایمان کی مضبوط بنیاد کائنات میں غور و فکر ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی قدرت کے مظاہر کو پہچان لیتا ہے تو اس کے دل میں شکر گزاری، محبت اور اطاعت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ پھر وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتا ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

یا اللہ! ہمیں اپنی قدرت کی نشانیوں کو سمجھنے کی توفیق عطاء فرما، ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرما، ہمیں اپنے وجود اور کائنات میں پھیلی ہوئی تیری نشانیوں سے صحیح سبق حاصل کرنے والا بنا اور ہمیں اپنی کامل معرفت، سچی محبت اور کامل اطاعت نصیب فرما۔ آمین یارب العالمین

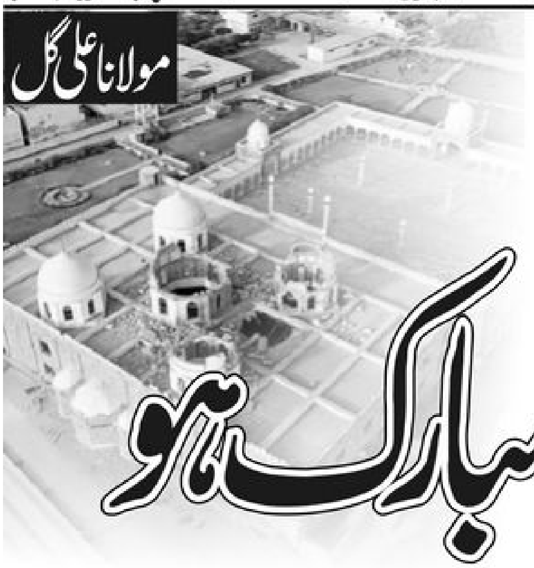

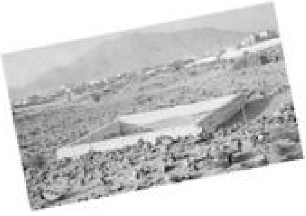

مولانا علی گل

بدر کی نسبت مبارک ہو

تاریخ کے اوراق میں کچھ واقعات صرف یادگار نہیں، مینارِ نور ہوتے ہیں۔ وہ روشنی دیتے ہیں، سمت دکھاتے ہیں، اور صدیاں گزرنے کے بعد بھی دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ غزوۂ بدر، ایسا ہی ایک مینارِ نور ہے۔ یہ غزوہ فقط زمین پر نہیں لڑا گیا، بلکہ یہ معرکۂ حق و باطل عرش پر لکھا گیا، اور اُس وقت سے لے کر آج تک، بدر کا چراغ اُن کے ہاتھ میں رہا ہے جو دین کے لیے اٹھتے ہیں، اور راہِ جہاد کو اپنا مقدر سمجھتے ہیں۔

غزوۂ بدر وہ پہلی لڑائی تھی جس میں ایمان کی تلوار نے کفر کے سروں پر ضرب لگائی۔ بدر والوں نے ہمیں بتا دیا کہ اللہ کی راہ میں لڑنا کسی قوم پر ظلم نہیں، بلکہ انسانیت کے لیے عدل، آزادی، اور ہدایت کا راستہ ہے۔ جہاااد وہ شعلہ ہے جو ظلمت کو جلا کر رکھ دیتا ہے، جو طاغوت کے ایوان ہلا دیتا ہے، اور جو مظلوموں کو آواز دیتا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

”انَّ اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم و اموالھم بأن لھم الجنة. یقاتلون فی سبیل اللہ فیَقتُلون و یُقتَلون“

(اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، قتل بھی کرتے ہیں اور شہید بھی ہو جاتے ہیں۔) [التوبہ:111]

اور پھر شہادت، اللہ کی راہ میں جان دینا ایسا درجہ ہے جس پر خود اللہ فخر کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ“

(جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، انہیں مردہ مت سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس

رزق پا رہے ہیں۔)[آل عمران:169]

یہی جذبہ، یہی ولولہ، صدیوں بعد اپنے تسلسل کو جاری رکھے ہوئے، ایک قافلہ جیشِ محمد، جو بدر کے نقشِ قدم پر چلنے والا، وہی ایمان، وہی غیرت، وہی جذبہ جہاد، وہی آواز:

”قاتلوھم حتی لاتکون فتنہ ویکون الدین کلہ للہ“

قتال کا راستہ، دین کا غلبہ، اللہ کی حاکمیت اور باطل کا خاتمہ!

انہوں نے تلوار اُٹھائی، انہی نقوشِ قدم پر چلے، خطۂ بہاولپور کی پاک مٹی سے اٹھے، اور مرکز عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے قافلہ بدر میں شامل ہو گئے۔

غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے چودہ چراغ آج بھی دین اسلام کے افق پر روشن ہیں۔ انہی بدریین میں سے کوئی تجارت چھوڑ کر آیا، کوئی زراعت، کوئی اپنی ماں کی دعائیں لے کر آیا، کوئی بچوں کو الوداع کہہ کر آیا۔ مگر سب ایک ہی مشن پر، ایک ہی نصب العین کے لیے، صدیاں گزر گئیں، مگر بدر کی خوشبو اب بھی اُن قلوب کو مہکاتی ہے جو ایمان سے لبریز ہوں۔ اور جب کوئی جماعت، کوئی قافلہ، اسی راستے پر چلنے کا عزم کرتا ہے، اسی جذبے اسی نصب العین، اسی للکار کے ساتھ تو بدر کی نسبت ایک بار پھر تازہ ہو جاتی ہے۔

قافلہ جیش محمد نے عہد کیا کہ وہ بھی اسی مشن کو آگے بڑھائیں گے جس کے لیے بدر والوں نے جان دی۔ اُن کا ہر اجتماع، ہر جلسہ، ہر تربیتی نشست، بدر کے قافلے کا تسلسل تھی۔ یہ سادہ، بے نقاب، باوضو، باصفا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دین کے غلبے کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ یہ نہ اقتدار کے متوالے تھے، نہ شہرت کے طلبگار۔ ان کے دل بدر کے جانبازوں کی یاد سے دھڑکتے تھے، اور زبان پر وہی کلمہ تھا جس کی گونج بدر میں تھی:

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

دشمن کو بتایا کہ ہم بدر والے ہیں اور دشمن جانتا تھا کہ یہ قافلہ اگر بڑھ گیا، تو باطل کے بت ٹوٹ جائیں گے۔

پھر ایک شب، ظلم نے وار کیا دھماکے ہوئے، اور بہاولپور کی فضاء میں جامع مسجد سبحان اللہ سے چودہ جنازے بلند ہوئے۔ وہی عدد، جو بدر کے شہداء کا تھا۔

یہ محض اتفاق نہیں، یہ روحانی رابطہ ہے، یہ نسبت بدر ہے، یہ شہداء وہ تھے جنہوں نے نہ صرف خون دیا،

بلکہ اپنے لہو سے دین کی مٹی کو سینچا۔ وہ مرتے نہیں، وہ زندہ ہیں، اور ان کی زندگی آج بھی ہمارے قلوب کو تازگی بخشتی ہے۔ ان کی قبریں زمین میں ہیں، مگر روحیں عرش کے سائے میں۔ اُن کے جنازے اٹھے تو زمین رو رہی تھی، آسمان مسکرا رہا تھا۔

آج ہم بدر کو یاد کرتے ہوئے صرف ایک واقعہ نہیں دہرا رہے، ہم اپنے لیے ایک راستہ چن رہے ہیں۔ ہم اس قافلے سے وابستگی کا اعلان کر رہے ہیں جس کی ابتدا بدر سے ہوئی اور جس کی ایک تازہ کڑی بہاولپور کی جامع مسجد سبحان اللہ کے ان شہداء سے جُڑ گئی ہے۔

اور بدر کی نسبت مبارک ہو!

ان سب کو، جو باطل کے خلاف کھڑے ہیں۔

ان کو، جنہوں نے دین کے لیے جانیں دیں۔

اور ان کو، جو اس قافلے سے جُڑنے کا عزم رکھتے ہیں۔

آج جب ہم بدر کی نسبت کی بات کرتے ہیں تو درحقیقت ہم اُس راہ کی بات کرتے ہیں جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔ وہی راستہ جس پر بہاولپور کے ان فرزندانِ توحید نے قدم رکھا، جہاد وہ عمل ہے جس سے دین زندہ ہے، اور شہادت وہ مقام ہے جس سے ایمان روشن ہے۔

بدر کی نسبت مبارک ہو!

ان کو، جو اپنے تن من دھن سے دین کی سربلندی کے لیے اٹھے، ان ماؤں کو، جنہوں نے شہداء کی پرورش کی، ان جوانوں کو، جو شہادت کو اپنی معراج سمجھتے ہیں۔

یہ نسبت کوئی جذباتی تعبیر نہیں، یہ ایک روحانی صداقت ہے۔ جو دین کے لیے اُٹھتا ہے، جو بدر والوں کی راہ پر چلتا ہے، جو" اقامتِ دین" کے لیے جیتا ہے، وہ بدر کے نسبتی دائرے میں آجاتا ہے۔ اور جسے بدر کی نسبت مل جائے، اُسے دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی، نہ فکری طور پر، نہ روحانی طور پر، اور نہ ہی نظریاتی طور پر۔

اور یہ نسبت مبارک ہو ان سب کو، جو بدر کی نسبت کے وارث ہیں۔

قسط ۲ ڈاکٹر اُسامہ

تیراکی سیکھنے کا شوق

2۔نفسیاتی خوف: خوف کا کوئی حقیقی سبب نہیں بس حواس پر چھایا ہوا ہے۔مثلاً پانی گھٹنوں تک آرہا ہے لیکن ڈوبنے کے خوف سے سانس بند ہو رہا ہے، یا گہرے پانی میں لائف جیکٹ پہن رکھی ہے، تیرنا بھی آتا ہے لیکن بس اس خوف سے کہ نیچے 50 فٹ گہرا پانی ہے خوف سے چہرہ زرد ہوا پڑا ہے۔

اس خوف کو دور کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے یہاں سے ہی تیراکی سیکھنے کی ابتداء ہوتی ہے۔صورتحال، عمر کے حساب سے انسٹرکٹر وکوچ اس خوف کو مختلف طریقوں سے دور کرتا ہے، لیکن اس میں بنیادی اصول یہ ہے کہ محبت، اعتماد اور صبر زیادہ مؤثر و مفید ثابت ہوتے ہیں، رعب، غصہ، جلد بازی، ڈراوے اور سزا کی بنسبت۔

ایک اچھا انسٹرکٹر اس خوف پر ہنسنے، طعنے دینے کی بجائے، انتہائی محبت، ذہنی و عقلی دلائل کو سامنے لاتے ہوئے۔ بہت ہی غیر محسوس انداز سے اس خوف کو دور کر کے پانی سے دوستی کروا دیتا ہے جہاں سے آگے تیراکی سیکھنے کا حقیقی سفر شروع ہوتا ہے۔اب ہم ابتدائی چند ایسی مشقوں کا تذکرہ کریں گے جو ابتدائی نفسیاتی خوف دور کرنے کے لئے بہت مفید سمجھی جاتی ہیں۔

پانی سے مانوس کرنے کی مشقیں

انسانی جسم کا فطری ردعمل ہے کہ جب بھی پانی کا خطرہ دماغ کا خاص حصہ امیگڈ ولا محسوس کرتا ہے تو جسم فطری طور پر سانس کھینچتا ہے پھیپھڑوں میں پانی جانے کو روکنے کے لئے، اسی ردعمل کے تحت دودھ پیتے بچوں کو جب تیراکی سکھانے کے لئے پانی میں ڈالا جاتا ہے تو وہ سانس بند کر لیتے ہیں جس کی بنیاد پر خاص تربیتی مہارت سے انہیں تیرنا سکھایا جاتا ہے۔

البتہ بعض بڑے افراد کے لئے خوف پر یہ فطری ردعمل تیراکی سیکھنے میں بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اسی بنیادی خوف کو دور کرنے اور جسم کو پانی سے مانوس کرنے کے لئے درجہ ذیل مشقیں استعمال ہوتی ہیں۔

ابتدائی کھیل وسرگرمیاں

گھٹنوں تک پانی میں کھڑے ہو کر منہ پر پانی کے چھینٹے ماریں، پانی میں بیٹھ جائیں، دیگر چھوٹی چھوٹی محفوظ سرگرمیاں مثلاً پانی میں چلنا وغیرہ کریں تاکہ پانی میں مکمل اطمینان کے ساتھ کھیلنا شروع کر دے۔ پانی میں منہ ڈبو کر آ، آ کی آوازیں نکالیں اور بلبلے بنائیں۔ پانی میں ناک سے بلبلے چھوڑیں۔

ڈبکیاں

اب کمر تک گہرے پانی میں جا کر منہ سے سانس اندر لیں اور ڈبکی لگا کر ناک سے سانس پانی کے اندر چھوڑیں۔

گہرا سانس لے کر زیادہ دیر پانی کے اندر رہیں اور آنکھیں کھول کر نظر آنے والی چیزیں گنیں، مثلا انگلیاں، ٹائلز، پتھر وغیرہ تاکہ دماغ کی توجہ کام میں لگنے سے جسم مانوس ہو جائے پانی کے ساتھ۔ تیسرے درجے میں رفتار بڑھا دیں، تیزی سے سانس لیں تیزی سے چھوڑیں جس سے تیرنے کے دوران کا خوف دور ہو گا۔

تیراک حضرات کے لئے بھی ابتداء میں ایسے سو پچاس ڈبکی لگا کر ناک سے پانی چھوڑنا بہت مفید رہتا ہے۔ جسم بھی پانی سے مانوس ہو جاتا ہے اور باڈی ٹمپریچر بھی پانی کے ساتھ مطابقت اختیار کر لیتا ہے۔ بعض دفعہ یک دم گہرے پانی میں چھلانگ لگا دینے سے تھوڑی آگے جا کر جسم کے پٹھے یک دم درجہ حرارت کی تبدیلی یا بغیر وارم اپ کی وجہ سے اکڑ جاتے ہیں جو حادثات کی وجہ بنتے ہیں۔

3۔ فلوٹینگ

کوئی بھی فلوٹ (لائف جیکٹ وغیرہ) پہن کر اس بات کا یقین حاصل کرنا کہ میں پانی میں ڈوب نہیں رہا، پہلے فلوٹ پہن کر پھر بغیر فلوٹ پہنے محفوظ جگہ پر مختلف فلوٹنگ تکنیکوں کا استعمال۔

گھٹنے سینے کے ساتھ ملا کر جسم کو گیند بنا لینا (جیلی فش فلوٹ)۔

پانی پر پشت کے بل ہاتھ اور پاؤں پھیلا کر (سٹار فش فلوٹ) اور پیٹ کے بل (سپر مین فلوٹ) لیٹنے کی مشق، اس دوران جسم اکڑانا نہیں ڈھیلا چھوڑنا ہے۔

ان مشقوں سے یہ اندازہ اور اعتماد حاصل ہو جائے گا کہ پانی جسم کو اوپر اٹھاتا ہے ڈبوتا نہیں۔

ماہر تیراکوں کے لئے بھی یہ مہارت انتہائی ضروری ہوتی ہے کہ کھلے پانیوں میں یہ اعتماد ہو کہ میں اگر تھک گیا تو پانی پر آرام کرلوں گا، سروائیول سومنگ میں بھی یہ فلوٹنگ ریڑھ کی ہڈی کی طرح اہم ہے۔

4۔ مختلف اسٹائلز و اسٹروکس

اب جب آپ کا دماغ اس بات سے مطمئن ہو گیا کہ میں ڈوب نہیں رہا تو اب پانی میں آگے بڑھنے و فاصلہ طے کرنے کی باری آتی ہے، جس کے لئے مختلف اسٹروکس و اسٹائل ہیں۔ چند مشہور اسٹروکس کا تعارف درجہ ذیل ہے۔

بریسٹ اسٹروک:

انسانی تاریخ کا قدیم ترین تیراکی کا طریقہ، مصر کے ہزاروں سال پرانے مقبروں پر اس کے نقوش، اکثر سومنگ کوچز سب سے پہلے یہ اسٹائل سکھاتے ہیں۔ تکنیک اس کی مشکل ضرور ہے لیکن پانی میں نیا تیراک زیادہ آرام دہ و کم خوف والا ماحول محسوس کرتا ہے اس اسٹائل میں، اس لئے پہلے سکھائی جاتی ہے۔ جسمانی مشقت کم لگتی ہے، لیکن رفتار بھی آہستہ ہے۔ خاموش و پانی کی سطح پر کم ظاہر ہونے والا اسٹائل ہے۔ اس لئے فوجی مقاصد کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ غوطہ خوری میں بھی یہ اسٹائل استعمال ہوتا ہے تھوڑی ترامیم کے ساتھ اس کی کارکردگی بہتر بنالی جاتی ہے۔

فرنٹ کرال یا فری اسٹائل:

تیراکی کا تیز ترین اسٹائل ہے۔ دریاؤں نہروں بہتے پانیوں کے تیز دھاروں کو کاٹنے کے لئے بھی یہی اسٹائل استعمال ہوتا ہے۔ کھلے پانیوں میں کئی سو کلومیٹر لمبی تیراکی کرنے والے بھی اسی اسٹروک کو اس کی زیادہ فاصلہ طے کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے کم رفتار استعمال کرتے ہوئے اپناتے ہیں۔ جسمانی مشقت تھوڑی زیادہ لگتی ہے۔ لیکن کارکردگی سب سے بہترین، بغیر کسی سہارے و بیرونی مدد کے ویٹ سوٹ کے بغیر فری اسٹائل میں 168 کلومیٹر کا ریکارڈ سارہ تھامس نے بنایا۔

بٹرفلائی اسٹروک:

سب سے زیادہ طاقت خرچ کرنے والا، دیکھنے میں انتہائی جاذب نظر و پروقار، پورے جسم کے تمام پٹھوں کا خوب استعمال، تیراک کی باڈی فٹنس اور اسٹیمنا بنانے کے لئے استعمال۔اس اسٹروک میں استعمال ہونے والی ڈالفن کک ہاتھ پاؤں باندھے ہوئی حالت میں استعمال ہوتی ہے۔

بیک اسٹروک:

پشت کے بل لیٹ کرکک فری اسٹائل کی طرح ،کمر کے پٹھوں کے لئے بہت مفید۔

سائیڈاسٹروک:

یہ بھی انتہائی اہم،مفیداورضروری اسٹروک ہے،اسے لائف سیونگ اسٹروک بھی کہتے ہیں، کیونکہ 70 فیصد ریسکو آپریشنز میں یہ اسٹروک استعمال کیاجاتاہے،اس کی طاقتور قینچی کی طرح بند ہوتی ہوئی کک کو سیزر کک کہا جاتا ہے جس کی طاقت کی وجہ سے یہ لہروں اور تیز بہاؤ کو بھی کاٹتی ہے اور ہاتھ بھی آزاد رہتا ہے۔جو ڈوبتے ہوئے کو سنبھالنے یا دیگر کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔فوجی مقاصد کے لئے اس میں چند ترامیم کرکے اس کی بہتر کارکردگی، خاموشی، اور سطح آب پر کم نظر آنے کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جنگی سائیڈ اسٹروک combat side stroke ڈیزائن کیا گیا ہے۔

مصری تیراک شہاب عالم نے ہتھکڑی پہن کر سب سے زیادہ فاصلے تک سائیڈ اسٹروک کے ذریعے تیراکی کا گنیز ورلڈ ریکارڈ قائم کیا۔انہوں نے خلیج عرب میں 24.7 میل (65.11 کلومیٹر) تیر کر یہ ریکارڈ بنایا،جس میں تقریباً 6 گھنٹے لگے۔

اسٹروک سکھانے کے لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور ہر حصے کی اصلاح کے لئے علیحدہ علیحدہ پہلے مختلف زمینی مشقیں پھر پانی میں کنارا/ پائپ پکڑ کر پھر فلوٹ استعمال کر کے پھر بغیر فلوٹ کے مشق کروائی جاتی ہے پھر ان تمام حصوں کو یکجا کر کے مشق کروائی جاتی ہے۔

اسٹروک کی تکنیک مکمل ٹھیک ہونے کے بعد اسٹروک کی طاقت بڑھانے پھر اسٹیمنا بڑھانے اور پھر اسپیڈ بڑھانے پر توجہ دی جاتی ہے۔

تیراکی کی دیگر مختلف اقسام

اوپن واٹر سوئمنگ کھلی جھیلوں و سمندروں میں تیراکی

وائٹ واٹر سوئمنگ، ساحۃ الانہار، تیز بہاؤ والے دریاؤں، ندی نالوں میں تیراکی

فری ڈائیونگ سانس بند کر کے پانی میں غوطہ خوری، نبی کریم ﷺ کے بارے میں آیا ہے کہ 6 سال کی عمر میں احسن عوم، اچھی طرح تیراکی سیکھی عربی لغت میں السباحہ کے مقابل عوم اس تیراکی کو کہتے ہیں جس میں سطح پر تیراکی کے ساتھ ساتھ غوطہ خوری بھی شامل ہو۔

احتیاطی تدابیر

تیراکی میں بے خوف ضرور رہیں لیکن احتیاط کبھی نہ چھوڑیں، ذیل میں چند اہم احتیاطی تدابیر پیش کی جا رہی ہیں ان کا خاص خیال رکھیں۔

حتی الامکان اکیلے کبھی پانی میں نہ جائیں، بغیر سیفٹی کے کھلے پانی میں نہ جائیں۔ چاہے آپ کتنے ہی ماہر تیراک کیوں نہیں۔

ہمیشہ کسی مستند کوچ یا تربیت یافتہ انسٹرکٹر کی نگرانی میں سیکھیں۔ خالی پیٹ یا بہت زیادہ کھانا کھانے کے فوراً بعد تیراکی نہ کریں۔ جسم میں پانی کی کمی نہ ہونے دیں، تیراکی سے پہلے پانی پئیں۔ مناسب سائز کا سوئمنگ سوٹ استعمال کریں۔ موٹے، اونی و سوتی کپڑے بھیگ کر بہت بھاری ہو جاتے ہیں جو تیراکی کو بہت مشکل اور تھکا دینے والا بنا دیتے ہیں۔ سوئمنگ کیپ اور چشمہ استعمال کریں۔ پول کے قواعد وضوابط پہلے پڑھ لیں۔ پول کی گہرائی کا اندازہ ضرور لگائیں۔ اپنی جسمانی صلاحیت سے زیادہ اعتماد نہ کریں۔ اکیلے تیراکی سیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ پول کے کنارے پر نہ دوڑیں۔ پھسلن والی جگہوں پر احتیاط سے چلیں۔ پانی میں داخل ہونے سے پہلے جسم کو گیلا کر لیں۔ اچانک ٹھنڈے پانی میں نہ کودیں۔ پول میں داخل ہونے سے پہلے وارم اپ کریں۔ پٹھوں کو کھینچنے کی مشق کریں۔ پانی میں داخل ہونے سے پہلے دعاء پڑھ لیں۔ پول کی صفائی اور پانی کی حالت دیکھ لیں۔ پول کے ارد گرد حفاظتی سامان کی موجودگی چیک کریں۔ دوسرے تیراکوں سے مناسب فاصلہ رکھیں۔ کھیل کود یا دھکم پیل نہ کریں۔ کسی کو مذاق میں پانی میں نہ دھکیلیں۔ اپنی صلاحیت سے زیادہ گہرے پانی میں نہ جائیں۔

(جاری ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادعیہ نبویہ (صلوٰۃ اللہ علیٰ صاحبہا)

رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَکَّارًا لَّکَ ذَکَّارًا لَّکَ رَهَّابًا لَّکَ مِطْوَاعًا لَّکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاهًا مُّنِیْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ

ترمذی، رقم: 3551

ترجمہ اے میرے پروردگار! میری مدد فرمائیے اور میرے مقابلے میں کسی کی مدد نہ فرمائیے، مجھے فتح دیجیے اور مجھ پر کسی کو غالب نہ فرمائیے، میرے حق میں تدبیر فرمائیے اور میرے مقابلے میں کسی کی تدبیر نہ چلائیے، مجھے ہدایت پر قائم رکھیے اور میرے لئے ہدایت کو آسان فرما دیجیے، جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائیے۔ اے میرے پروردگار! مجھے ایسا بنا دیجئے کہ میں خوب زیادہ آپ کا شکرادا کرتا رہوں، خوب زیادہ آپ کا فرمانبردار رہوں، آپ کی طرف متوجہ رہوں، آپ کے حضور گریہ وزاری کرتا رہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا رہوں۔ اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرمائیے، میرے گناہوں کو دھو دیجیے، میری دعاء قبول فرمائیے، میری حجت ثابت کیجئے، میری زبان ٹھیک رکھیے، میرے دل کو ہدایت پر رکھیے اور میرے دل سے کینہ نکال باہر کیجیے۔

سریۃ تُرَبۃ: شعبان 7 ہجری میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں 30 صحابہ کرام کو تربۃ کے مقام پر جمع ہونے والے ہوازن کے لشکر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ ان حضرات کے پہنچنے پر کفار ہوازن نے راہ فرار اختیار کی اور مقابلے کی نوبت نہیں آئی۔

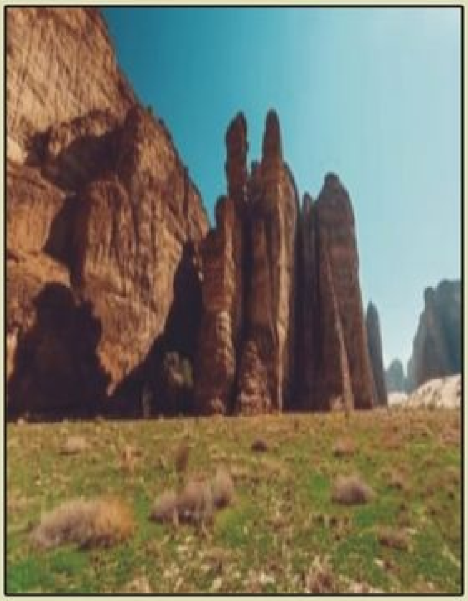

تربۃ وادی کے قدیم و جدید مناظر